Al-Mahdi Research Journal
Vol. 1, No. 1 (Jan-March 2020)

کفالت عامہ میں صحابیات رضی اللہ عنھن کے عملی امور: ایک جائزہ

Practical affairs of the Sahabiyatin public sponsorship: An overview

Anwar ul Haq[1]

Abstract:

We look at the private life of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him), we see that he shares in the sufferings of the people and their deeds like an ordinary person ،When parents (foster parents) came to you, you would stand up for them and meet their needs, Apart from those who were your relatives, you continued to be kind to them throughout your life. You also provided for the needs of your wives in a very good way. You got a fixed share of what you got from the Mal.e.Ghanimat Was for their livelihood throughout the year, Helping the servants with their work, buying bargains from the bazaar and accepting an invitation immediately, no religious barriers would stand in your way of social cooperation and participation in joys and sorrows, the hospitality of the guests themselves. In the matter of truth and justice, all human beings were equal without any distinction. When the migration from Madina to a new era began with a free Muslim society, he introduced a new style of mutual sponsorship and laid the foundation of the system of collective sponsorship. Which began with Moakhat.

Key words: Public Sponsorship, Welfare, Needy people, Public affairs, Islam

تمہید:

اسلام ایک ایسا دین ہے جس میں زندگی کا مکمل ضابطہ حیات ہے اور انسانی زندگی کی تمام تر ضروریات کو پورا کرنے میں نہایت جامع اور مستقل راہنمائی کرتا ہے، اس لحاظ میں اسلامی تعلیمات میں جہاں مردوں کو فلاحی امور سرانجام دینے کی ترغیب دی وہیں خواتین کو بھی فلاحی امور میں معاشرہ میں عام کرنے کا حکم دیا ہے۔

کفالت کا معنٰی و مفہوم

کفالت کا مطلب ہے "کسی کی کفالت کرنا ، کسی کا ضامن ہونا" یا "اپنے لوگوں کی کفالت و پرورش کرنا۔" اور "بچہ کو کسی کی پرورش اور کفالت میں دینا" جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔ "وَّ اَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا"۔[۲]

[1] PhD Scholar, Dept of Islamic Learning, University of Karachi, anwarulhaqabbasi304@yahoo.com

ا۔" ذمہ داری" ۲۔"گارنٹی"۳۔"تاوان" ۴۔"تحفظ ، حفاظت"اور"یتیم کے معاملات کا ذمہ دار سرپرست کفالت کنندہ" کے لئے استعمال ہوتا ہے۔[۳]

کفالت کا اصطلاحی مفہوم

کفالت عامہ کے لئے"ذمہ داری،ضمانت،باراٹھانا"عربی واردو میں استعمال ہوتے ہیں،اسی بناپر کفالت عامہ کی تعریف یوں کی جاسکتی ہے۔

"اسلامی ریاست کے باشندگان کی بنیادی ضروریات زندگی کی فراہمی کااہتمام کرنا۔ان بنیادی ضروریات میں خوراک ،لباس،رہائش، تعلیم،علاج اورانصاف خصوصی طورپر شامل ہیں"کفالت عامہ"کہلاتا ہے۔"

کفالت اور قرآن کریم

کفالتعامہ کو اللہ تعالیٰ نے اہم درجہ دیا ہے جو کہ وقت کی ضرورت بھی ہے اور بہت بڑی عبادت بھی۔کسی انسان کے دکھ درد کو بانٹنا حصولِ جنت کا ذریعہ ہے، کسی دکھی دل پر محبت وشفقت کا مرہم رکھنا اللہ کی خوشنودی کا ذریعہ ہے، کسی مقروض کے ساتھ تعاون کرنا اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کو حاصل کرنے کا ایک بڑا سبب ہے، کسی بیمار کی عیادت کرنا مسلمان کا حق بھی ہے اور سنت رسول ﷺ بھی، کسی بھوکے کو کھانا کھلانا عظیم نیکی اور ایمان کی علامت ہے۔مثالی تعلیمات سے اسلامی معاشرے میں کفالتعامہ کی اہمیت پھرپور انداز سے اجاگر ہوتی ہیں۔اور معاشرتی فلاح وبہبود کے بنیادی اصول واضح کرتے ہوئے اللہ پاک نے فرمایا کہ:

"وَ آتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَ الْيَتَامَى وَ الْمَسَاكِينَ وَ ابْنَ السَّبِيلِ وَ السَّائِلِينَ وَ فِي الرِّقَابِ "[٤]

"اور دے مال اس کی محبت پر رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور مسافروں کو اور مانگنے والوں کو اور گردنیں چھڑانے۔"

ایک اور جگہ ایمان والوں کی صفات ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا:

"وَ يُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَ يَتِيمًا وَ أَسِيرًا". [٥]

"وہ اللہ کی محبت میں مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔"

---

[۲]۔القرآن ۳:۳۷

[۳]۔فیروزالدین،فیروزاللغات (لاہور:فیروزسنز،نیواڈیشن طاول ۲۰۱۰ء)ص۱۰۱۷

[۴]۔القرآن ۲:۱۷۷

[۵]۔القرآن ۷۶:۸

مذکورہ آیت میں اسلامی معاشرے اور حکومت کی معاشی پالیسی کا یہ بنیادی قاعدہ بیان کیا گیا ہے ہر قسم کے بے کس، مجبور، محتاج، غریب اور بے سہارالوگوں کی مدد کی جائے،اور پھر ایسی گفتگو استعمال کی گئی کہ وہ اپنی جامعیت اور استیعاب میں تاریخی عوامل کے تحت ہر زمانے میں رونما ہونے والے فقر واحتیاج اور بے کسی وبیچارگی پر حاوی ہے۔

حدیث اور کفالت عامہ

نبی مکرم ﷺ نے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں جب ایک آزاد مسلم سوسائٹی کے ساتھ نئے دور کا آغاز کیا تو باہمی کفالت کا ایک نیا اسلوب متعارف کرایا، اور چوں کہ سوسائٹی میں انفرادی کفالت تو تھی ہی لیکن اجتماعی کفالت عامہ کی بھی بنیاد رکھی، جس کا آغاز مواخات سے ہوا کہ آپؐ نے مہاجرین کو انصارِ مدینہ کے ساتھ اخوّت کا رشتہ قائم کر دیا، پھر یوں ہو کہ مہاجرین کی ضروریات زندگی انصار کے مختلف خاندانوں میں تقسیم ہو گئیں ،اور انصار مدینہ نے جس انداز سے مہاجرین کی حوصلہ افزائی ،ایثار و قربانی کے جوہر دیکھائے ان کیمثالیں نہیں ملتی۔

کفالت عامہ نبی پاک ﷺ کا عملی نمونہ

جہالت کے جس دور میں آپ ﷺ تھے اس دور میں آپ نے دکھتی رگوں پر مرحم رکھا اور نوع انسانیت کی بے لوث خدمات انجام دی۔اس کی تصویر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ایک جملوں سے واضح ہوتا ہے فرماتی ہیں کہ:

"كَلَّا وَ اللّٰهِ مَا يُخْزِيكَ اللّٰهُ أَبَدًا لَكِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ"۔[۶]

"ہر گز نہیں! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کریں گے، آپ تو رشتوں کو جوڑنے والے ہیں، آپ تو کمزوروں، بے کسوں کا سہارا بنتے ہیں، جن کا کوئی کمانے والا نہیں آپ اُن کو کما کر کھلاتے ہیں، غریبوں کے بوجھ اُٹھاتے ہیں، مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور آفت زدہ لوگوں کی مدد کرتے ہیں"۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غرباء کی امداد کے لئے اس قدر ترغیب دلائی کہ صحابہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے تھے کہ ہمارے پاس جو زائد اموال ہیں ہمارا ان پر کوئی حق نہیں ہے جیسا کہ حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے:

"بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، إِذْ جَاءَ رَجُلٌ عَلَى نَاقَةٍ لَهُ، فَجَعَلَ يَصْرِفُ بَصَرَهُ يَمِينًا وَشِمَالًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ كَانَ عِنْدَهُ فَضْلُ ظَهْرٍ، فَلْيَعُدْ بِهِ عَلَى مَنْ لَا ظَهْرَ لَهُ، وَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ فَضْلُ زَادٍ، فَلْيَعُدْ بِهِ عَلَى مَنْ لَا زَادَ لَهُ، حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ لَا حَقَّ لِأَحَدٍ مِنَّا فِي فَضْلٍ"۔[۷]

---

[۶]۔البخاری، محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح، کتاب بدء الوحی،(الریاض،مکتبہ دارالسلام،۲۰۰۸ء)،حدیث ۳

[۷]۔القشیری، مسلم بن حجاج،الجامع الصحیح،كِتَابُ اللُّقَطَةِ،بَابُ اسْتِحْبَابِ الْمُؤَاسَاةِ بِفُضُولِ الْمَالِ،(الریاض،مکتبہ دارالسلام ،۲۰۰۸ء)حدیث ۴۵۱۷

"ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں تھے کہ ایک شخص آیا اور دائیں بائیں دیکھنے لگا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کے پاس زائد سواری ہو وہ اُسے دے دے جس کے پاس سواری نہ ہو، اور جس کے پاس ضرورت سے زائد زادِ راہ ہو تو وہ (اُس توشے کو) اُسے دے دے جس کے پاس زادِ راہ نہ ہو، (راوی کہتے ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم مختلف انواع کے اموال (اسی طرح اوروں کو دے دینے) کا ذکر فرماتے رہے کہ ہم (میں سے ہر ایک) نے گمان کر لیا تھا کہ ہم میں سے کسی کو بھی اپنے ضرورت سے زائد مال پر کوئی حق نہیں"۔

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا:

"مَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ وَإِنْ أَرْبَعٌ فَخَامِسٌ أَوْ سَادِسٌ "۔[۸]

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے آدمی کو اپنا مہمان بنالے، اور اگر چار (آدمیوں) کا کھانا ہو تو پانچویں یا چھٹے کو (اپنا مہمان بنالے)"۔

کفالت کے اس سلسلے کو مزید وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الِاثْنَيْنِ وَطَعَامُ الِاثْنَيْنِ يَكْفِي الْأَرْبَعَةَ وَطَعَامُ الْأَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ"۔[۹]

"ایک فرد کا کھانا دو کے لیے کافی ہو جائے گا، دو کا کھانا چار افراد کے لیے کافی ہو جائے گا، اور اسی طرح چار افراد کا کھانا آٹھ افراد کے لیے کافی ہو سکتا ہے"۔

مذکورہ بالا احادیث سے یہ واضح ہو گیا کہ آپ ﷺ نے اپنی امت کو یہ حکم دیا کہ ہر ضرورتمندوں کی ضروریات پورا کیا جائے پھر اس کا عملی مظاہر صحابہ کرام اور صحابیات نے عہد نبوی ﷺ میں ہی تمام تر پہلوؤں کا احاطہ کرنے غیر معمولی کوششیں کی اور اس انداز میں صحابیات نے بھی اپنی کارکردگی کا احساس دلاتے ہوئے بے یارومددگار لوگوں کی ہر انداز میں ضرورت کو پورا کرنے کی انتھک کوششیں کی جن کی آئندہ صفحات میں وضاحت کی جائے گی۔

کفالت عامہ میں صحابیات رضی اللہ عنھن کے عملی کردار

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مردوں کی شانہ بشانہ خواتین صحابیات نے بھی دین کے لیے بڑی قربانیاں دیں۔ اس کے لیے اُنھوں نے قریب ترین تعلقات اور رشتوں کی بھی پرواہ نہ کی۔ خاندان اور قبیلہ سے جنگ مول لی۔ مصیبتوں کو برداشت کیا۔ گھر بار چھوڑا۔ غرض یہ کہ دین سے اُن کا جو بھی مفاد ٹکرایا، اُسے ٹھکرانے میں اُنہوں نے کوئی تامل اور پس وپیش نہیں کیا اور آخری وقت

[۸]۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، كِتَابُ مَوَاقِيتِ الصَّلاَةِ ، بَابُ السَّمَرِ مَعَ الضَّيْفِ وَالأَهْلِ ،حدیث ۶۰۲

[۹]۔ القشیری، مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، كتاب الأشربة، بَابُ فَضِيلَةِ الْمُوَاسَاةِ فِي الطَّعَامِ الْقَلِيلِ، وَأَنَّ طَعَامَ الِاثْنَيْنِ يَكْفِي الثَّلَاثَةَ وَنَحْوِ ذَلِكَ،حدیث ۵۳۶۸

تک اپنے بؔ سے وفاداری کا جو عہد کیا تھا،اس کی مکمل پاسداری کی۔ ذیل میں صحابیات کے رفاہ عامہ کے فروغ کے سلسلہ میں غریبوں کی معاشی کفالت کے عملی مظاہر کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کا عملی کردار

ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ رسول اللہ ﷺ کے عقد نکاح میں آنے والی پہلی خوش بخت خاتون تھیں۔ آپ ﷺ نے پچیس برس کی عمر میں مکہ مکرمہ میں حضرت خدیجہ سے عقد فرمایا تھا۔ سیدہ خدیجہ کے والد کا نام خویلد اور والدہ کا نام فاطمہ تھا۔ انہوں نے چالیس برس کی عمر میں حرم نبوت میں داخل ہو کر ام المؤمنین کا شرف حاصل کیا۔ پاکیزہ اخلاق کی بدولت طاہرہ کے لقب سے مشہور تھیں۔ جب حضور نبی اکرم ﷺ نے بعثت مبارکہ کا اعلان فرمایا تو نبوت کی تصدیق کے ساتھ ساتھ سب سے پہلے اسلام لانے کی سعادت انہوں نے ہی حاصل کی۔ حضرت خدیجۃ الکبری حضور ﷺ کے نکاح میں آنے کے بعد پچیس سال زندہ رہیں اور نبوت کے دسویں سال انتقال کیا۔[۱۰]

حضرت خدیجۃ الکبری اسلام کی اولین مددگار خاتوں تھیں، انہوں نے آغاز اسلام سے ہی آپ ﷺ کی ڈھارس باندھی۔ ابن ہشام نے لکھا ہے:

"حضرت خدیجہ حضور نبی اکرم ﷺ کے لیے تبلیغ اسلام میں سچی مددگار تھیں آپ ﷺ ان سے مشاورت کیا کرتے تھے۔"[۱۱]

ام المؤمنین حضرت خدیجہ نے حضور نبی اکرم ﷺ کی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہ اور ان کے پورے قبیلے کی خشک سالی کے دوران بھرپور مالی امداد فرمائی۔ ابن سعد بیان کرتے ہیں کہ حلیمہ بنت عبد اللہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ کے پاس مکہ مکرمہ پہنچیں، یہ وہ زمانہ تھا کہ رسول اللہ حضرت خدیجۃ الکبری سے نکاح کر چکے۔تھے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ نے حضور نبی اکرم ﷺ خشک سالی، گرانی اور مویشیوں کے ہلاک ہو جانے کی شکایت کی۔

"حضور نبی اکرم ﷺ نے ام المؤمنین سیدہ خدیجہ سے اس بارے گفتگو کی تو انہوں نے حضرت حلیمہ سعدیہ کو ذاتی مال میں سے چالیس بکریاں دیں اور سواری کے لیے اونٹ بھی عنایت کیا جو سامان و متاع سے لدا ہوا تھا۔ حلیمہ سعدیہ یہ سب کچھ لے کر اپنے خاندان میں لوٹ آئیں۔"[۱۲]

حضرت خدیجہ کی ذات جذبہ ایثار و قربانی اور مال و دولت سے بے نیازی اور شان استغناء کا مظہر تھی انہوں نے دل و جان سے اپنے آپ کو اور اپنی تمام دولت کو اسلام کے فروغ کے لیے وقف کر دیا تھا وہ ہر ابتلا و آزمائش میں آپ ﷺ کا ساتھ دیتی رہیں۔ اس ضمن میں ایک روایت میں آپ ﷺ کا فرمان ہے: **"وَ أَشْرَكَتْنِي فِي مَالِهَا."**[۱۳]

---

[۱۰]۔ ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی بن محمد، لسان المیزان (بیروت: مؤسسۃ العلمیہ، ۱۹۹۲ء) ۶۰۴-۶۰۰/ ۷

[۱۱]۔ ابن ہشام، ابو محمد عبد الملک، السیرۃ النبویۃ، ۲۶۴/ ۲

[۱۲]۔ ابن سعد، ابو عبد اللہ محمد، الطبقات الکبریٰ، ۱/ ۱۳۳

اس حوالہ سے ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب نے لکھا ہے:

"مقاطعہ شعب ابی طالب میں حجاز کی رئیسہ مکہ کی مقدس خاتون اور سید الانبیاء ﷺ کی رفیقہ حیات سیدہ خدیجۃ الکبری بھی فاقوں کا شکار ہو گئیں، دھن دولت جاتا رہا معاشی حالات بھی دگر گوں ہو گئے اور قیدیوں جیسی زندگی گزارنا پڑی لیکن وفاداری، خدمت گزاری، حوصلہ افزائی اور جانثاری میں کسی قسم کی کمی نہ آئی، نہ شکوہ و شکایت کے الفاظ زبان پر آئے بلکہ صبر و شکر سے دن گزرتے رہے۔ سیدہ خدیجہ نے اپنا سرمایہ تھوڑا تھوڑا کر کے حاجت مندوں میں تقسیم کر دیا تھا اور اب رفتہ رفتہ ان کا سارا اثاثہ ختم ہو رہا تھا ان حالات میں سیدہ خدیجہ کے بھتیجے حکیم بن حزام اکثر اوقات خفیہ طور پر اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ تک غلہ پہنچایا کرتے۔"[۱۴]

حضرت خدیجہ کے ایثار کا عالم یہ تھا کہ انہوں نے حضور ﷺ سے عرض کیا: میرے آقا! اس مال و دولت کے مالک آپ ہیں جس طرح چاہیں تصرف فرمائیں۔ میرا اس میں کوئی عمل دخل نہیں چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ یہی مال بعثت کے بعد نصرت اسلام کا سبب بنا اور حضور ﷺ معاشی فکر سے آزاد ہو کر دعوت دین کا فریضہ نبھاتے رہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کا غریبوں کی معاشی کفالت میں عملی کردار

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کو علمی اعتبار سے عورتوں میں سب سے زیادہ فقیہہ اور صاحب علم ہونے کی بناء پر بعض صحابہ کرام پر بھی فوقیت حاصل تھی۔ آپ فتوی بھی دیتی تھیں اور بے شمار احادیث ان سے مروی ہیں۔ خطابت کا ملکہ بھی تھا۔ غریبوں اور محتاجوں کی رفاہ کے لیے آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ کے ہاں جب بھی مال و دولت آئی تو انہوں نے سب سے پہلے غریبوں کی کفالت کی۔ آپ کی سخاوت اور فیاضی کے بارے چند عملی نمونے درج ذیل ہیں۔

حضرت عروہ بن زبیرؓ بیان کرتے ہیں:

"وَكَانَتْ لَاتُمْسِكُ شَيْئًامِمَّاجَاءَهَامِنْ رِزْقِ اللّٰهِ إِلَّا تَصَدَّقَتْ "۔[۱۵]

"ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ ان کے پاس اللہ کے رزق میں سے جو بھی چیز آتی وہ اسے اپنے پاس جمع نہیں کرتی تھیں بلکہ اسی وقت راہ خدا میں لٹا دیتیں"۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے جذبہ سخاوت کا یہ عالم تھا کہ جب مال راہ خدا میں لٹانے پہ آتیں تو گھر والوں کے لیے بھی کچھ بچا کر نہ رکھتیں۔ حضرت ام ذرہ، جو کہ حضرت عائشہؓ کی خادمہ تھیں، بیان کرتی ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر نے دو تھیلوں میں آپ کو اسی ہزار یا ایک لاکھ کی مالیت کا مال بھیجا، آپ نے (مال رکھنے کے لیے) ایک تھال منگوایا اور آپ اس دن روزے سے تھیں، آپ وہ مال لوگوں میں تقسیم کرنے کے لیے بیٹھ گئیں، پس شام تک اس مال میں سے آپ کے پاس ایک درہم بھی نہ بچا، جب

---

[۱۳]۔ الذہبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، سیر اعلام النبلاء (بیروت: دار الفکر، ۱۹۹۷ء) ۲/ ۱۱۷

[۱۴]۔ طاہر القادری، سیرت حضرت خدیجۃ الکبری (لاہور: منہاج القرآن پبلی کیشنز، ۱۹۹۶ء) ص ۱۲۷

[۱۵]۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب المناقب، باب مناقب قریش، حدیث ۳۵۰۵

شام ہو گئی تو آپ نے فرمایا: اے لڑکی! میرے لیے افطار کے لیے کچھ لاؤ، وہ لڑکی ایک روٹی اور تھوڑا سا گھی لے کر حاضر ہوئی، پس ام ذرہ نے عرض کیا: کیا آپ نے جو مال آج تقسیم کیا ہے اس میں سے ہمارے لیے ایک درہم کا گوشت نہیں خرید سکتی تھیں جس سے آج ہم افطار کرتے، حضرت عائشہ نے فرمایا:

"لَاتَعْنِفِينِي،لَوْ كُنْتِ ذَكَّرْتِينِي لَفَعَلْتُ "۔[۱۶]

"میرے ساتھ اس لہجے میں بات نہ کر اگر اس وقت (جب میں مال تقسیم کر رہی تھی) تو نے مجھے یاد کرایا ہوتا تو شاید میں ایسا کر لیتی"۔

غرباء کے بچوں کی کفالت و پرورش میں حضرت عائشہ کا رفاہی کردار

اسلام نے زندگی گزارنے کے ہر زریں اصول کو متعارف کروایا خواہ وہ چھوٹا ہی کیوں نہ ہو اور معاشرے کو خوشحالی کی طرف گامزن کرنے کے لیے امراء کی توجہ غرباء کی طرف مبذول کروائی اور اس کا اسوہ رسول اکرم ﷺ نے عید کے موقع ہر دو یتیم بچوں کی کفالت کا ذمہ قبول کر کے پیش کیا۔ یہی وجہ ہے کہ قرون اولیٰ میں صحابہ کرام اور صحابیات نے غربا کی اس قدر معاشی کفالت کی اور یتیموں کی پرورش کا ایسا حق ادا کیا:

حضرت عائشہ نے ایک انصاری لڑکی کی پرورش کی تھی جب اس کی شادی ہونے لگی تو آپ ﷺ تشریف لائے دیکھا کہ یہ رسم نہایت سادگی سے انجام دی جارہی ہے تو فرمایا:

"يَاعَائِشَةُ:هَلْ غَنَّيْتُمْ عَلَيْهَا؟أَوَ لَاتُغَنُّونَ عَلَيْهَا؟"ثُمَّ قَالَ :"إِنَّ هَذَا الْحَيَّ مِنَ الْأَنْصَارِ يُحِبُّونَ الْغِنَاءَ"۔[۱۷]

"اے عائشہ !شادی کے لیے گیت وغیرہ کا انتظام کیوں نہیں کیا؟ پھر فرمایا: یہ انصاری لوگ غنا کو پسند کرتے ہیں"۔

اس حدیث مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ نے نہ صرف ایک غریب بچی کی پرورش فرمائی بلکہ اس کی شادی بھی خود سر انجام دی۔

ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا غریبوں کی معاشی کفالت کا عملی مظاہرہ

حضور نبی اکرم ﷺ نے ام المؤمنین حضرت خدیجہ کے انتقال کے بعد حضرت سودہ بنت زمعہ سے شادی کی۔[۱۸]

ام المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہؓ کا تعلق قریش کے ایک قبیلے بنو عامر بن لوی سے تھا۔ ان کی پہلی شادی سکران بن عمرو سے ہوئی تھی جن کا انتقال ہو گیا تو وہ حضور ﷺ کے نکاح میں آئیں اور حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں وصال فرمایا۔[۱۹]

---

[۱۶]۔ ابو نعیم، احمد بن عبد اللہ بن احمد، حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء (بیروت: دار الکتاب العربی، ۱۹۸۰ء) ۲/ ۲۷

[۱۷]۔ ابن حبان، محمد بن حبان، الصحیح، حدیث ۵۸۷۵، ۱۸۵/ ۱۳

[۱۸]۔ حاکم، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد، المستدرک علی الصحیحین، ۴/ ۴، رقم: ۶۷۱۳

[۱۹]۔ ابن عبد البر، یوسف بن عبد اللہ بن محمد، الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب، ۴/ ۱۸۲۷

سخاوت و دریادلی

سخاوت وفیاضی ام المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہ کے اوصاف کے نمایاں پہلو تھے۔ حضرت سودہ کی طبیعت میں شروع سے دنیا سے دوری کی صفت موجود تھی، دنیا کی محبت سے دل بالکل پاک تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی صحبت و تربیت نے اس پر سونے پہ سہاگہ کا کام کیا۔ آپ ﷺ کی تربیت نے آپ کو سخاوت وفیاضی کے اس مرتبہ تک پہنچایا جو بہت کم کسی کو ملتا ہے۔ آپ کی ساری زندگی غریب پروری، دریادلی، فیاضی، سخاوت اور شان استغنا کی غماز تھی۔[۲۰]

ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش

ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش کا نام زینب اور کنیت ام الحکم تھی۔ والد کا نام جحش بن رباب اور والدہ کا نام امیمہ تھا جو حضور ﷺ کی پھوپھی تھیں۔ اس طرح حضرت زینب حضور اکرم ﷺ کی پھوپھی زاد تھیں۔ آپ کی دو بیوہ بھابھیاں بھی ازواج مطہرات میں شامل تھیں۔ (ام حبیبہ جو عبید اللہ بن جحش کی بیوہ تھیں اور زینب بنت خزیمہ جو عبد اللہ بن جحش کی بیوہ تھیں۔)

حضرت زینب کا اول نکاح حضرت زید بن حارثہ سے ہوا جو آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ دونوں کے تعلقات خوشگوار نہ رہ سکے اور حضرت زید بن حارثہ نے طلاق دے دی اور وحی الٰہی کے مطابق آپ ﷺ نے حضرت زینب سے نکاح کیا۔ ان کی اس خصوصیت میں کوئی اور زوجہ محترمہ شریک نہ تھیں۔

حضرت زینب بنت جحش سب سے زیادہ دین دار، زیادہ پرہیز گار، زیادہ راست گفتار، زیادہ فیاض، مخیر اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں زیادہ سرگرم تھیں۔[۲۱]

حضرت عائشہ فرماتی ہیں:

"وَ لَمْ أَرَ امْرَأَةً قَطُّ خَيْرًا فِي الدِّينِ مِنْ زَيْنَبَ وَ أَتْقَى لِلَّهِ وَ أَصْدَقَ حَدِيثًا وَ أَوْصَلَ لِلرَّحِمِ وَ أَعْظَمَ صَدَقَةً وَ أَشَدَّ ابْتِذَالاً لِنَفْسِهَا فِي الْعَمَلِ الَّذِي يَتَصَدَّقُ بِهِ وَ تَقَرَّبُ بِهِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى مَا عَدَا سَوْرَةً مِنْ حِدَّةٍ كَانَتْ فِيهَا تُسْرِعُ مِنْهَا الْفَيْئَةَ"۔[۲۲]

"میں نے حضرت زینب سے زیادہ دیندار، اللہ سے ڈرنے والی، صادق القول، صلہ رحم کرنے والی، صدقہ و خیرات کرنے والی کوئی عورت نہیں دیکھی، اور نہ ان سے زیادہ تواضع کرنے والی اور اپنے اعمال کو کم سمجھنے والی کوئی عورت دیکھی، البتہ وہ زبان کی تیز تھیں لیکن اس سے بھی وہ بہت جلد رجوع کر لیتی تھیں"۔

---

[۲۰]۔ ابن سعد، ابو عبد اللہ محمد، الطبقات الکبری، ۸/ ۵۶

[۲۱]۔ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، البدایۃ والنہایۃ، ۱۰۴/ ۷

[۲۲]۔ القشیری، مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، کتاب الفضائل الصحابہ، باب فی فضل عائشہ، حدیث ۲۴۴۲

سخاوت وفیاضی اور انفاق فی سبیل اللہ حضرت زینب بنت جحش کا طرہ امتیاز تھا اس لحاظ سے وہ یتیموں، بیواؤں، فقراء و مساکین کی پناہ گاہ تھیں۔ حضرت عثمان الحجشی بیان کرتے ہیں:

"مَا تَرَكَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ ، دِينَارًا وَلاَ دِرْهَمًا كَانَتْ تَصَدَّقُ بِكُلِّ مَا قَدَرَتْ عَلَيْهِ، وَكَانَتْ مَؤْوَى الْمَسَاكِينِ "۔[۲۳]

"حضرت زینب بنت جحش نے اپنے ترکہ میں درہم اور دینار میں سے کوئی چیز نہیں چھوڑی تھی۔ آپ کے پاس جس قدر مال آتا سب اللہ تعالی کی راہ میں خیرات کر دیتیں اور آپ مساکین کی پناہ گاہ تھیں۔"

ابن کثیر میں ہے:

"وَكَانَتْ كَثِيرَةَ الْخَيْرِ وَالصَّدَقَةِ"۔[۲۴]

"ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش بہت زیادہ خیرات وصدقات کرنے والی تھیں"۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی ازواج حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس اکٹھی ہوئیں، ہم نے دریافت کیا آپ کو کونسی بیوی پہلے ملے گی، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "أَطْوَلُكُنَّ يَدًا"۔[۲۵]

"تم میں سے وہ مجھے جلد ملے گی) جس کا ہاتھ سب سے زیادہ لمبا ہو گا۔"

یہ الفاظ مبارک سنے تو سب امہات المومنین رضی اللہ عنہن اپنے ہاتھ کی لمبائی دیکھا کرتی تھیں لیکن اس سے مراد سخاوت و انفاق فی سبیل اللہ تھا اور اس میں حضرت زینب بہت آگے تھیں لہذا ہاتھ انہیں کے دراز تھے حضور اکرم ﷺ کی پیشگوئی کا مصداق حضرت سیدہ زینب ثابت ہوئیں اور سرور کونین ﷺ کے وصال مبارک کے بعد حضرت زینب کا ہی سب سے پہلے انتقال ہوا تھا۔

حضرت زینب قانع اور فیاض طبع تھیں اور اپنے دست و بازو سے معاش کمانے کا انتظام کرتی تھیں اور اس کو خدا کی راہ میں لٹا دیتی تھیں۔ ابن عبد البر نے لکھا ہے:

"ام المؤمنین حضرت زینب امور دستکاری میں ماہر تھیں خود اپنے ہاتھوں سے کماتیں اور راہ خدا میں صرف کر دیتیں۔" [۲۶]

حضرت زینب کا وصال مدینہ منورہ کے غریبوں، فقیروں اور مسکینوں کے لیے ناقابل تلافی نقصان تھا کہ آپ ان کی پناہ گاہ تھیں۔

ام المؤمنین حضرت زینب بنت خزیمہ

---

[۲۳]۔ حاکم، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد، المستدرک علی الصحیحین، ۳۱۷/۳، ۳۶۴۱

[۲۴]۔ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، البدایۃ والنہایۃ، ۱۶۹/۴

[۲۵]۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الزکوٰۃ، باب فضل الصدقۃ الشحیح الصحیح، حدیث ۱۴۲۰

[۲۶]۔ ابن عبد البر، یوسف بن عبد اللہ بن محمد، الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب، ۱۲۶/۷

ام المؤمنین حضرت زینب بنت خزیمہ پہلے عبد اللہ بن جحش کے عقد میں تھیں جو غزوہ احد میں شہید ہوئے تھے۔ ان کی شہادت کے بعد آپ ﷺ سے نکاح ہوا لیکن صرف دو تین ماہ کے بعد ہی انتقال کیا۔[۲۷]

حضرت زینب بنت خزیمہ بڑی رحم دل، منکسر المزاج، اور سخی تھیں۔ آپ ہمہ وقت دوسروں کی مدد کے لیے تیار رہتی تھیں اور ہمیشہ آپ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیا کرتی تھیں۔ فقراء اور مساکین کے ساتھ فیاضی کی وجہ سے زمانہ جاہلیت میں ان کی کنیت ام المساکین مشہور ہو گئی تھی۔[۲۸]

اگرچہ آپ کا بچپن بڑے ناز و نعم میں گذرا لیکن اس دور کی دوسری بچیوں کی بہ نسبت آپ بڑی منفرد تھیں۔ بچپن ہی سے انھیں غریبوں، مسکینوں اور فاقہ مستوں کو کھانا کھلانے کا بڑا شوق و ذوق تھا۔ جب تک وہ کسی کو کھانا نہ کھلا لیتیں انھیں سکون محسوس نہ ہوتا۔ ان کے باپ خزیمہ کا شمار اس زمانے کے بڑے رئیسوں میں ہوتا تھا۔ اس کے پاس کسی چیز کی کمی نہ تھی۔ باوجود اس دولت و ثروت کے حضرت زینب بنت خزیمہ کے اندر بچپن ہی سے عاجزی، انکساری اور فیاضی کی صفت پائی جاتی تھی۔ اسی وجہ سے زمانہ جاہلیت سے ہی لوگ آپ کی اس صفت کی وجہ سے آپ کو ام المساکین کے لقب سے یاد کرنے لگے تھے۔ ابن ہشام لکھتے ہیں:

"حضرت زینب بنت خزیمہ کو لوگوں پر ان کی رحم دلی اور نرمی کی وجہ سے ام المساکین کہا جاتا تھا۔"[۲۹]

طبرانی نے ابن شہاب الزہری سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ نے زینب بنت خزیمہ الہلالیہ سے نکاح فرمایا، اس وقت بھی ان کی کنیت ام المساکین تھی۔ یہ نام اور کنیت بوجہ کثرت سے غرباء اور مساکین کو کھانا کھلانے سے مشہور تھیں۔[۳۰]

حضرت ریطہ رضی اللہ عنہا

آپ عبد اللہ کی بیٹی اور ابن مسعود کی بیوی ہیں۔ انہوں نے بارگاہ نبوی ﷺ میں عرض کیا: یارسول اللہ! میں ایک صنعتکار عورت ہوں اور اپنی مصنوعات کو فروخت کرتی ہوں اور میرے پاس اور میری اولاد کے پاس کچھ نہیں ہے اور میں نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ کیا میں اپنے شوہر اور اپنی اولاد پر خرچ کر سکتی ہوں؟ تو آپ ﷺ فرمایا:

"لَكِ فِيكَ أَجْرُ مَا أَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ"۔[۳۱]

"تمہیں ان پر خرچ کرنے کا اجر ملے گا"۔

---

[۲۷]۔ حاکم، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد، المستدرک علی الصحیحین، ۳۶/۴، رقم: ۶۸۰۶

[۲۸]۔ حاکم، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد، المستدرک علی الصحیحین، ۳۶/۴، رقم، ۶۸۰۵

[۲۹]۔ ابن ہشام، ابو محمد عبد الملک، السیرۃ النبویۃ، ۶۱/۲

[۳۰]۔ طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر، الرقم: ۱۴۸، ۵۷/۲۴

[۳۱]۔ طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر، الرقم: ۴۸، ۲۶۳/۲۴

مندرجہ بالا روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابیات خود کماتی بھی تھیں اور اپنے شوہر اور گھر والوں کے ساتھ مالی معاونت بھی کیا کرتی تھیں۔ لہذا عصر حاضر میں ضرورت اس امر کی ہے کہ ان صحابیات کی زندگی کا مطالعہ کر کے ان کو مشعل راہ بنایا جائے اور خواتین کو بھی رفاہ عامہ کے کاموں میں حصہ لینے دیا جائے۔

حضرت امیمہ: حضرت ابوہریرہ کی والدہ محترمہ

قرون اولی کی خواتین ایثار و قربانی کا پیکر تھیں۔ وہ رفاہ عامہ کے کاموں میں بھرپور حصہ لیتی تھیں خود بھوکا رہ کر اور تھوڑا کھا کر بھی گزارہ کر لیتی تھیں لیکن دوسروں کو پر تکلف کھانے پیش کرتیں۔ حضرت ابوہریرہ کی والدہ محترمہ حضرت امیمہ نے ایک مرتبہ مسلمانوں کو کھانا کھلایا جن میں روٹیاں، کچھ زیتون اور کچھ تیل اور نمک اس سے پہلے خود کھجور اور پانی پر گزارہ کرتی تھیں۔

ایک صحابیہ کا طرز عمل

صحیح بخاری میں ایک خاتون کا ذکر ہے جو اپنے کھیتوں میں چقندر بوتی اور جمعہ کے دن ان کا سالن بنا کر صحابہ کرام کو کھلاتیں۔ حضرت سہل بیان فرماتے ہیں:

"كَانَتْ فِينَا امْرَأَةٌ تَجْعَلُ عَلَى أَرْبِعَاءَ فِي مَزْرَعَةٍ لَهَا سِلْقًا فَكَانَتْ إِذَا كَانَ يَوْمُ جُمُعَةٍ تَنْزِعُ أُصُلَ السِّلْقِ فَتَجْعَلُهُ فِي قِدْرٍ ثُمَّ تَجْعَلُ عَلَيْهِ قَبْضَةً مِنْ شَعِيرٍ تَطْحَنُهَا فَتَكُونُ أُصُلُ السِّلْقِ عَرْقَهُ وَكُنَّا نَفْرَحُ مِنْ صَلاَةِ الْجُمُعَةِ فَنُسَلِّمُ عَلَيْهَا فَتُقَرِّبُ ذَلِكَ الطَّعَامَ إِلَيْنَا فَنَلْعَقُهُ وَكُنَّا نَتَمَنَّى يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِطَعَامِهَا ذَلِكَ "۔[۳۲]

"ہم میں ایک عورت تھی جو نہر کے کنارے اپنے کھیت میں چقندر بویا کرتی تھی جب جمعہ کا دن ہوتا تو وہ چقندر نکال کر انہیں ہنڈیا میں ڈال کر پکاتی تھی اور اس پر مٹھی بھر جو کا آٹا پیس کر ڈال دیتی گویا چقندر اس میں بوٹیوں کا کام دیتے تھے۔ ہم ہر جمعہ کی نماز کے بعد اس پر سلام کرتے وہ یہ کھانا ہمارے سامنے لاتی اور ہم چٹ کر جاتے۔ ہمیں اس کھانے کی وجہ سے جمعہ کے دن کا بہت خیال رہتا تھا۔"

حضرت اسماء بنت ابی بکر

کفالتی امور میں نمایاں کردار ادا کرنے والی صحابیات میں سے ایک نام حضرت اسماء بنت ابی بکر کا ہے۔ سیرت نگاروں کو ان کے اس وصف کا خصوصی طور پہ تذکرہ کیا ہے۔

"حضرت اسماء بہت سخی تھیں فیاضی اور سخاوت جو عربوں کا اصلی جوہر ہے ان کے مزاج میں بہت زیادہ تھا اپنے بچوں کو ہمیشہ وعظ و نصیحت کیا کرتی تھیں کہ اپنا مال دوسروں کے کام نکالنے اور ان کی مدد کرنے کے لیے ہوتا ہے نہ کہ جمع کرنے کے لیے آپ اپنے اہل و عیال کو فرماتی تھیں۔

---

[۳۲]۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الجمعہ، بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلاَةُ فَانْتَشِرُوا فِي الأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ} [الجمعة:۱۰] حدیث ۹۳۸

"خرچ کرو اور صدقہ کیا کرو اور خوشحالی کا انتظار نہ کرو۔ اگر تم خوشحالی کا انتظار کرتے رہو گے تو خوشحالی نہیں آئے گی۔ اگر تم خرچ کرو گے تو مال کبھی ختم نہیں ہو گا"۔[۳۳]

صحیح مسلم میں روایت ہے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر ایک مرتبہ حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یارسول اللہ! میرے پاس تو اس مال کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے جو زبیر مجھے دیتے ہیں، اگر میں اس مال سے کچھ خرچ کروں تو کیا مجھے گناہ ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

"ارْضَخِي مَا اسْتَطَعْتِ وَلاَ تُوعِي فَيُوعِيَ اللَّهُ عَلَيْكِ "۔[۳۴]

"جس قدر دے سکو دو اور جمع نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہارے معاملے میں جمع کر کے رکھے گا"۔

حضرت زینب بنت معاویہؓ

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: میں مسجد میں تھا کہ نبی کو یہ کہتے ہوئے دیکھا، آپ نے فرمایا: "عورتو! تم صدقہ کرو اگرچہ زیورات ہی سے کیوں نہ ہو۔" حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شوہر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان یتیم بچوں پر خرچ کرتی تھیں جو ان کی پرورش میں تھے۔ انھوں نے اپنے شوہر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کریں آیا میرے لیے یہ کافی ہے کہ میں تم پر اور ان یتیم بچوں پر خرچ کروں؟ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تم خود ہی رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق دریافت کر لو، چنانچہ میں نبی ﷺ کے پاس گئی اور آپ کے دروازے پر ایک انصاریہ عورت کو پایا۔ اس کی حاجت بھی میری حاجت جیسی تھی۔ اتنے میں ہمارے پاس سے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرے تو ہم نے کہا کہ نبی ﷺ سے دریافت کرو، آیا میرے لیے یہ کافی ہے کہ میں اپنے شوہر اور ان یتیم بچوں پر خرچ کروں جو میری پرورش میں ہیں؟ اور ہم نے یہ بھی کہا کہ آپ سے ہمارا ذکر نہ کرنا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر گئے اور آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: "وہ دو عورتیں کون ہیں:" بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے، آپ نے دریافت فرمایا: "کون سی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی۔ آپ نے فرمایا:

"نَعَمْ لَهَا أَجْرَانِ أَجْرُ الْقَرَابَةِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ "۔[۳۵]

"ہاں! اس کے لیے دو اجر ہیں۔ ایک قرابت داری (صلہ رحمی) کا ثواب اور دوسرا صدقے کا اجر"۔

---

[۳۳]۔ ابن سعد، ابو عبد اللہ محمد، الطبقات الکبری، ۸/ ۱۹

[۳۴]۔ القشیری، مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، کتاب الزکوٰۃ، باب الحث علی الانفاق و کراھۃ الاحصاء، حدیث ۱۰۲۹

[۳۵]۔ القرطبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، ۸/ ۱۹۰

صحابیات کے جذبے سے اس قدر سرشار تھیں نہ صرف سالانہ اور ماہانہ بنیاد پر غرباء کی کفالت کرتیں اور صدقہ و خیرات کرتیں بلکہ غرباء کے بچوں کی پرورش کرتیں ان کے نان ونفقہ کا خیال رکھتیں اوران کے فرائض بخوبی سرانجام دیتیں۔

نتیجہ کلام

صحابیات رسول نے دوسروں کی ضروریات کو پورا کرتے ہوئے،ان کی خدمت کرتے ہوئے تاحیات جانی ومالی امداد کرتیں نظر آئیں،ازواج النبی ﷺ کو جومال غنیمت میں سے ملتاوہساراامال غرباء،غلاموں اور خادموں میں تقسیم کرتیں،اور صحابیات زیادہ معمول فلاحی کاموں بلخصوص قرضداراوں کا قرض ادا کیااور حق وانصاف اوردیگرامور میں پیش قدمی کی،معاشرتی وسماجی تعاون اورخوشی وغمی میں شرکت ہوتیں اورخودہی مہمان نوازی کرتیں،برحال صحابیات رسول (ﷺ)نے معاشرتی ہویاسماجی زندگی کے ہرشعبہ میں ہرانسان کے دکھ ودرداوران کے ہرکام میں شریک ہوتے ہوئے نظر آئیں۔